سوال

(257)نکاح میں عورت کی رضامندی

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید فضولی نے ہندہ بالغہ باکرہ کا نکاح خالد سے بلاتعین دو گواہ باجازت باپ ہندہ کے بعوض مبلغ اکیس ہزار روپیہ کے ایک جماعت عام میں کردیا۔ زید نے ہندہ سے نہ خود قبل نکاح اجازت لی تھی نہ بعد نکاح اطلاع دی، مگر ہندہ کو قبل سے خبر تھی کہ آج میرا نکاح ہے اور جب دوسرے اجنبی لوگوں نے ہندہ کو نکاح کی خبر دی تو ہندہ چپ رہی اور انکار نہیں کیا اور خلوت صحیحہ بھی ہوئی، ایسی صورت میں نکاح ہوگیا یا تجدید نکاح کی ضرورت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں کتب معتبرہ فقہ حنفی کے موافق نکاح ہوگیا، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہندہ سے صاف لفظوں میں منظوری نکاح کا اقرار کرالینا ضروری ہے، اس لیے کہ گو اس صورت میں ہندہ کا مجرد سکوت نکاح ہوجانے کے لیے کافی نہیں ہے، لیکن اُس کا یہ سکوت اس کے ایک ایسے فعل کے ساتھ پایا گیا، جو اس کی منظوری نکاح پر دال ہے اور وہ اس کا رضامند ہونا ہے خلوت صحیحہ پر اور ایسا سکوت نکاح ہوجانے کے لیے کافی ہے۔ درمختار میں ہے:

"فان استاذنہا غیر الاقرب' کاجنبی او ولی بعید فلا عبرة لسکوتہا' لم لابد من القول کالثیب البالغة لافرق بینھما الافی السکوت' لان رضاھما یکون بالدلالة کما ذکرہ بقولہ: او ما ھو فی معناہ من فعل یدل علی الرضا کطلب مہرھا و نفقتھا و تمکینھا من الوطی ودخولہ بہا برضاھا ظھریہ و قبول التہنئة والضحک سرورا و نحو ذلک "[1]

پھر اگر قریبی رشتہ دار کے علاوہ کوئی اس (عورت) سے نکاح کی اجازت طلب کرے، جیسے اجنبی آدمی یا دور کا ولی، تو اس کے سکوت کا اعتبار نہیں ہوگا، بلکہ ثیبہ بالغہ کی طرح اس کا بول کر اجازت دینا ضروری ہے، ان دونوں کے درمیان صرف سکوت ہی کا فرق ہے، کیوں کہ ان کی رضا دلالت کے ذریعے ہی معتبر ہوگی، جیسے انھوں نے اپنے اس قول کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ "یا جو اس کے معنی میں ہو" یعنی عورت کا کوئی ایسا کام کرنا جو اس کی رجامندی پر دلالت کرتا ہو، جیسے اس کا اپنا مہر اور خرچہ طلب کرنا، مرد کو وطی کرنے کی اجازت دینا، یا مبارک باد کو قبول کرنا اور خوشی سے ہنس دینا وغیرہ۔

"ردالمختار" (2/301 مصری) میں ہے:

"لانہ اذا ثبت الرضا بالقول' یثبت بالتمکین بالوطی بالاولیٰ لانہ ادل علی الرضا "اہ

"جب اس کے بول کر اجازت دینے سے اس کی رضامندی ثابت ہوجاتی ہے تو مرد کو اپنے اوپر وطی کی قدرت دینے سے تو یہ بالاولیٰ ثابت ہوتی ہے کیوں کہ یہ اس کی رضا پر زیادہ دلالت

کرنے والی ہے"

فتح القدیر(2/48) نولشکوری میں ہے :

"*لمں رضاہا یکون اما بہ ای القول کنعم ورضیت بارک اللہ لنا' واحسنت' او بالدلالۃ کطلب المہر او النفقۃ او تمکینہا من الوطی او قبول التہنیۃ او الضحک سرورا انتہی* "

بلکہ اس کی رضا یا تو قول سے ثابت ہوگی، جیسے وہ یہ کہے : ہاں یا میں راضی ہوں یا کہے : اللہ ہمیں برکت عطا کرے اور تم نے (میرے نکاح کا) اچھا فیصلہ کیا، یا یہ رضا دلالت سے ثابت ہوگی، جیسے عورت کا مہر یا خرچہ طلب کرنا یا مرد کو اپنے اوپر وطی کی قدرت عطا کرنا یا مبارک قبول کرنا یا خوشی سے ہنسنا"

صورت مسؤلہ میں خلوت صحیحہ سے بھی جو رضا مندی پائی گئی ہے۔ کتب معتبرہ حنفی کے موافق نکاح ہوگیا۔ فتاویٰ ظہیریہ اور فتاویٰ بزازیہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ شامی(2/301 مصری) میں ہے :

وقولہ : ودخولہ بہا الخ ہذا مکرر والظاہر انہ تحریف والاصل' وخلوتہ بہا فان الذی فی البحر عن الظہیریۃ ولو خلا بہا برضاہا ہل یکون اجازۃ؟ لا روایۃ لہذا المسالۃ وعندی ان ہذا اجازۃ وفی البزازیۃ الظاہر انہ اجازۃ"

اس کا یہ قول : "، مرد کا اس پر دخول۔ ۔ ۔ الخ" یہ تکرار ہے جو بظاہر تحریف ہے۔ اس میں اصل لفظ مرد کا اس عورت سے خلوت اختیار کرنا ہے۔ بحر میں جو ظہیریہ سے مروی ہے وہ یہ ہے : اگر وہ مرد اس عورت کی رضا سے اس کے ساتھ خلوت کرے تو کیا یہ عورت کی طرف سے اجازت شمار ہوگی؟ نہیں اس مسئلے میں ایک روایت مروی نہیں ہے۔ لیکن میرے نزدیک یہ اجازت ہے۔ بزازیہ میں ہے کہ بظاہر یہ اجازت ہی معلوم ہوتی ہے۔

اور بھی اگر بالفرض اس خاص جزئی (خلوت صحیحہ برضا) کی تصریح موجود نہ بھی ہو تو بھی اس وجہ سے کہ یہ اصلی کلی "فعل یدل علی الرضا" کے تحت میں داخل ہے اور جزئی من جزئیات ہے، اس نکاح کے ہوجانے میں اشتباہ نہیں ہونا چاہیے۔ کتبہ۔ محمد عبداللہ الجواب صحیح حررہ الحقیر حسین بن محمد الانصاری الیمانی عفا اللہ عنہ آمین المجیب مصیب عندی واللہ اعلم بالصواب ابو محمد ابراہیم غفرلہ والوالدیہ۔

---

[1]۔ الدر المختار(3/62،63)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ:455

محدث فتویٰ